THE

سرمور گزٹ

ناہن

جلد ۶	مطبوعہ ۲۸ مئی سنہ ۱۸۹۳ء یکشنبہ	نمبر ۲۰

سرمور گزٹ

ناہن مطبوعہ ۲۸ مئی سنہ ۱۸۹۳ء

کپتان ہیوفرزر جو پچھلے دنون کلکتہ سے ایک انگریزی اخبار اسلام کے نام سے نکالتے تھے اور اس سے پہلے محمدن ابزرور کے بھی اڈیٹر تھے جعل سازی کے جرم مین پانچ سال کو قید ہو گئے۔ معلوم ہوا ہے کہ اس سے پہلے بھی وہ کسی جرم مین قید رہ چکے تھے۔

آنریبل جسٹس سید محمود صاحب کی شرح قانون شہادت کا تیسرا ایڈیشن باضافہ ترمیمات چھپ رہا ہے۔ قیمت عام وہی تین روپیہ ہے۔

لیکن جو سوداگران کتب یکمشت سو جلدین خرید نا پسند کرین اور آخر جولائی سنہ ۹۳ سے پہلے قیمت پیشگی سر سید احمد خان صاحب کے پاس داخل کردین اُن کو دو روپیہ فی نسخہ کے حساب سے مل جائین گی۔

نور اسلام کے نام سے ایک رسالہ مولوی حسن علی صاحب مشہور مسلمان مشنری نکالا کرتے تھے۔ اُس مین نہایت عمدہ اخلاقی مضامین چھپا کرتے تھے عرصہ سے وہ رسالہ بند ہو گیا تھا۔ اب ایک بزرگ منشی اختر علی صاحب ساکن محلہ امیر شہر بھاگلپور نے اُس کے منتخب مضامین کو یکجا چھپوا دیا ہے۔ یہ انتخاب ہر ایک مسلمان کے گھر مین ہونا چاہیے۔ ایک سو اٹھائیس صفحہ کا رسالہ ہے۔ قیمت چار آنہ مقرر ہے اور منشی اختر علی صاحب موصوف سے ملتا ہے۔

ہم کو اس بات کے سننے سے بے انتہا مسرت ہوئی ہے کہ ہمارے مکرم مخدوم جناب مولانا مولوی **فضل الدین** صاحب پلیڈر لاہور باوجود اس سخت مخالفت کے جو قوم کے بدنام کنندہ بہروپئے کی طرف سے کی گئی لاہور کے جدید میونسپل الیکشن میں نہایت عزت و امتیاز کے ساتھ اس دفعہ بھی میونسپل کمشنر منتخب ہوئے ہیں ہم اپنے مخدوم مولوی صاحب کو اس حصول امتیاز پر جس کے کہ وہ سب سے زیادہ مستحق تھے دل سے مبارکباد دیتے ہیں۔

ہم جانتے ہیں کہ مولانا ممدوح کو کوئی شوق اور خواہش میونسپل کمشنری کی اپنی جانب سے نہیں تھی۔ مگر اُن کے دوستوں اور اُن تمام لوگوں نے جو اُن کے پچھلے زمانہ میونسپل کمشنری میں اُن کی قیمتی خدمات کے قائل اور معترف تھے اُن کو مجبور کیا۔ لاہور کے اس احمق بہروپئے نے جو طرح طرح کی مخالفت اور سخت مخالفانہ کوششیں کیں اُس کا سبب مولوی صاحب کا وہی گناہ تھا جو اور ہمدردان قوم کے مانند قوم کی ہمدردی کرنے سے وہ کرتے ہیں۔ عوام الناس اور جہلا میں اُن کی نسبت یہ مشہور کیا گیا کہ مولوی صاحب نیچری ہیں اور وہابی ہیں اور مخالف اسلام ہیں۔ اور ضرور ہے کہ جہلا میں اس قسم کی باتوں سے کچھ نہ کچھ اثر پیدا ہو۔ مگر ایسی جھوٹی اور نالائق کوششوں کا نتیجہ وہی ہوا جو ہوا کرتا ہے۔ معلوم نہیں وہ بے حیا اور بے شرم اس ذلت و خفت کے بعد جو مولانا کے خلاف کوششیں کرنے اور ناکام رہنے سے اس کو ہونی چاہیے تھیں جیتا رہا یا مر گیا۔

مولانا کو شاید نیچری اور مخالف اسلام کہے جانے سے رنج ہوا ہو۔ مگر ہم اس خطاب پر اُن کو مبارکباد دیتے ہیں کیونکہ ان خود غرض اور بے اصول لوگوں کی طرف سے جن کو یہ خطاب ملا ہے ہمارے نزدیک وہی اسلام کے سچے خیر خواہ۔ قوم کے سچے ہمدرد۔ خدا کے نیک بندے اور دین اور دنیا میں عزت اور سعادت پانے والے ہیں۔

دہلی کے کسی مسلمان صاحب نے مولانا مولوی نذیر احمد صاحب پر توہین مذہبی کی نالش کی ہے۔ اس نالش پر کوئی کارروائی شروع ہونے سے پہلے مستغیث کے اظہار ہوں گے۔ یہ نالش توہین مذہبی کی مولانا کے اُس لکچر کی بنا پر کی گئی ہے جو دہلی کے جلسہ ایجوکیشنل کانفرنس میں دیا گیا تھا۔ درحقیقت ایک شش ماہی گذرنے پر ایسی نالش کا خیال پیدا ہونے پر لوگوں کو تعجب ہوگا۔ مگر جو لوگ اس کی اصلیت پر غور کر سکیں گے وہ زیادہ متعجب نہ ہوں گے۔

مقدمہ ایک مسلمان مجسٹریٹ صاحب کے سپرد ہے مگر ہماری رائے میں ایسے مذہبی مقدمات کو جن میں دونوں فریق مسلمان ہوں کسی غیر مذہب مجسٹریٹ کے سپرد کرنا مناسب ہے کہ کسی فریق کو کسی شکایت کا موقع نہ ملے۔ زیادہ حالات آئندہ لکھے جائیں گے۔

آزاد لکھنؤ نے اپنی دوسری چٹھی میں مولانا مولوی نذیر احمد صاحب سے پھر معافی مانگی ہے یہ چٹھی رہبر ہند میں چھپی ہے۔ اڈیٹر نے اُس میں اپنے دلی افسوس کا اظہار کیا ہے اور یہ لکھا ہے کہ وہ خود اُن دنوں میں اپنی والدہ ماجدہ کی سخت علالت کے سبب سے پریشان تھے جس شخص کی غلطی سے وہ مضمون لکھا گیا اُس کو اُنھوں نے موقوف کر دیا ہے۔ اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ وہ مولوی صاحب کی تائید کا ارادہ رکھتے تھے اور آئندہ ایسا کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ معلوم نہیں مولوی صاحب نے اس تحریر پر بھی معافی دی ہے یا نہیں۔

منشی محرم علی اپنے مقدمے کے واسطے لوگوں سے چندہ مانگ رہے ہیں وہ تو کہتے ہی تھے مگر اُن کے ہم قسمت اخبار بھی جو شامت اعمال سے ایک دفعہ اُس کے دھوکے میں آ کر اپنے ساتھ برائی کر چکے ہیں یہی کہتے ہیں کہ اسلام قدیم اور نیچریت کی لڑائی ہے۔ محرم علی کو چندہ دینا چاہیے مگر ایسا لکھنے سے اُن کا مطلب صرف محرم علی سے ہمدردی کرنے کا نہیں ہے بلکہ اُس سے زیادہ اُن کا مطلب اپنے آپ کے ساتھ ہمدردی کرنے کا ہے۔ کیونکہ یہ سب وہی اخبار ہیں جن پر عنقریب مولانا مولوی نذیر احمد صاحب کی طرف سے نالشیں گذرنے والی ہیں اور اُن کو بھی اسی طرح چندہ مانگنا ہوگا۔ محرم علی کے ساتھ اگر اُن کو کوئی ہمدردی تھی تو اپنی جیب سے کچھ دیا ہوتا۔ دو لفظ لکھ دینے سے تو کچھ نہیں بنتا۔ پنجاب ایسی بے وقوف نہیں ہے کہ اُس شخص کو جس نے فحش گوئی اور گالیاں دینے کا نام معاذ اللہ منہا اسلام قدیم رکھا ہے ایسی ناپاک حرکت کی تائید

کرنے کے واسطے چندہ دے۔

کہا جاتا ہے کہ چندہ وصول ہو رہا ہے اس فقرے سے بھی صرف دھوکا دینا ہی مقصود ہے ورنہ جب پوچھا جاتا ہے کہ چندہ دینے والوں کی فہرست مشتہر کردو تو کیوں مشتہر نہیں کی جاتی۔ اُس سے محرم علی کے اسلام فنڈ جرگے معاونوں کے نام تو معلوم ہو جاتے۔ لیکن جب کوئی نام نہیں بتایا جاتا تو اس سے سوائے اس کے اور کیا قیاس کیا جاسکتا ہے کہ کسی نے کچھ نہیں دیا اور اخبار نویسوں نے بھی مُفت جھُوٹ کہہ کر اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کرلیا۔ منشی محرم علی اب اس تمام خدمت کے صلہ میں جو اخبار نویسوں نے اُن کی کی ہے اور خواہ مخواہ دین اور دنیا کی رسوائی بھی قبول کی ہے اتنا تو کریں کہ وہ مختلف طریقے جن سے اُنھوں نے چندہ وصول کیا ہے مشتہر کر دیں اور اُن بے چاروں کو بتا دیں تاکہ آنے والی ایسی ہی مصیبت میں وہ اُس سے کام لے سکیں۔ اور منشی محرم علی کی لائی ہوئی آفت میں کچھ سہارا پا سکیں۔

صلح ہو جانے کی سفارش بھی وہی اخبار کرتے ہیں جن کے پاس نوٹس پہونچ چکے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ صلح نہو۔ مگر کس سے ہو اور کیوں کر ہو صلح چاہنے والے زبانی جمع خرچ سے سرخروئی نہیں حاصل کر سکتے۔ محرم علی کو گالیاں دیتے وقت منع کیا ہوتا۔ خیر اگر وہ وقت گذر گیا ہے تو اب محرم علی کی آیندہ حرکات کی طرف سے ضمانت دیں۔ مولوی صاحب نے گالیاں سُنیں اور پھر ہزاروں روپیہ خرچ کیا صلح جو اور محرم علی کے خیر خواہ اُس کو چندہ دیں اور اس قدر روپیہ جمع کر دیں۔ اگر وہ ایسا کر سکتے ہیں تو صلح کی ہم بھی سفارش کریں گے۔ ورنہ رحم اور صلح کی درخواست کس کے واسطے کی جاتی ہے۔ منشی محرم علی کے واسطے؟ جس کے گذشتہ کردار کو دیکھ کر ہر ایک شخص یہی کہتا ہے کہ وہ آیندہ بھی ایسا ہی کرے گا۔ اور شریفوں کو چین سے نہ بیٹھنے دے گا۔

صلح کی سفارش کرنے والے سر سید احمد خان صاحب سے کہتے ہیں کہ وہ لاہور جاکر صلح کرا آئیں۔ مگر کیا اُن کو محرم علی کا وہ فقرہ جو اُنھوں نے مشتہر کرنا شروع کیا تھا بھول گیا ہے کہ اس مقدمے کی پیروی کے واسطے سر سید اور تمام نیچری لاہور میں جمع ہو رہے ہیں۔ پس جبکہ وہ خود کہتے تھے کہ اگر سر سید خود بخود لاہور جانے والے تھے یا ہیں تو اُن کو وہاں جانے کے واسطے اب اپنی طرف سے کیوں تحریک کی جاتی ہے اور پھر سر سید اگر ایک جانب سے پیروکار ہیں تو وہ ثالث کیسے بن سکتے ہیں جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔ جھوٹ کی بنیاد نہیں ہوتی۔ جھوٹ آخر جھوٹ ثابت ہوتا ہے۔ جھوٹوں پر خدا کی لعنت۔

سر سید کو اس بہانہ سے پکارا جاتا ہے کہ قوم کا روپیہ مقدمے میں فضول خرچ ہو رہا ہے۔ لیکن ہم نہیں جانتے کہ تمام ملک میں جو قوم کی بدقسمتی اور شامت سے ہزاروں اور لاکھوں مسلمان، خوار ہوتے ہیں اور اُن کا روپیہ خرچ ہوتا ہے اُن کے واسطے بھی سر سید کو پکارا جاتا ہے یا نہیں۔ اور سر سید تمام جہان کے مجبوروں کی حمایت اختیار کر سکتے ہیں یا نہیں۔ کیا منشی محرم علی میں اور سب مسلمانوں سے زیادہ کوئی خصوصیت ہے۔ اگر قوم کے حق میں برائی کرنے۔ اور بزرگانِ قوم کو گالیاں دینے اور شرفاء کی رسوائی کے درپے رہنے۔ تمام دنیا سے بڑھ کر جھوٹ بولنے اور جھوٹ لکھنے اور دھوکا دینے میں کامیاب ہونے اور اسی قسم کی اور خصوصیتیں پیش کی جائیں گی تو اُن سے کوئی ہمدردی نہ کرے گا۔

مسلمان آف انڈیا کی نسبت ہم کو سب سے زیادہ افسوس ہے کہ وہ بھی دانستہ یا نادانستہ اور اُردو اخباروں کی طرح مولانا مولوی نذیر احمد صاحب کی نسبت وہی حرکت کر گذرا جو مسلمانوں کی ممتاز اور اعلیٰ جماعت کے نزدیک نفرت سے دیکھی جاوے گی۔ خدا خدا کرکے انگریزی میں ایک دو اسلامی کاغذ نظر آنے لگے تھے۔ اگر اُن کی سمجھ اور واقفیت کا سرمایہ وہی ہے جو بدنام کنندہ نکو نامے چند اُردو اخباروں کا ہے تو اس سے کیا خوشی ہوسکتی ہے بلکہ اُلٹا تاسف ہوتا ہے کہ قوم کی رسوائی کی باتیں جو خود مسلمان اخبار کرتے ہیں اُردو میں ہونے سے صرف اہل ملک کی نظروں تک محدود تھیں۔ اب غیر ملک والوں کی نگاہ بھی اُن پر پڑے گی اور اُن کے سامنے بھی قوم کی رسوائی ہوگی۔ قوم کے درمیان فساد اور جھگڑے اور فتنے برپا کرنے کے واسطے بدقسمت قوم کے یہ اُردو اخبار کیا کم تھے جو انگریزی اخبار بھی یہی مسلک اختیار کرنے لگیں۔ مسلمان آف انڈیا کی نسبت بوجہ اُس دلی ہمدردی کے جو ہم کو اُس سے ہے ہماری یہ خواہش ہے کہ وہ گذشتہ کی تلافی کرے

اور آیندہ ایسے طرز سے احتراز و اجتناب کرے۔

جن اخبارون پر مولانا مولوی نذیر احمد صاحب نالش کرنے کا ارادہ رکھتے ہین اُن کے نام ہم ذیل مین لکھ دیتے ہین تاکہ لوگون کو اُن کی ایسی تحریرون سے جو بوجہ خود غرضی کے اُن مین چھپتی ہین لوگ دھوکا نہ کھاوین۔

صادق الاخبار۔ وزیر ہند۔ اسلام۔ مہر نیم روز۔ پیسہ اخبار۔ آفتاب پنجاب۔ کوہ نور۔ لاہور پنچ۔ آئینہ ہند۔ دُوربین۔ وزیر الملک۔ پنجاب گزٹ۔ نیر اعظم۔ تحفہ ہند۔ آزاد دہلی۔ آزاد لکھنؤ۔ مسلمان آف انڈیا۔ دار السلطنت۔ وغیرہ۔

ان مین بعض اخبارون کے نام درج نہین ہین اور بعض ان مین سے معافی مانگ کر نجات پا لینے والے ہین۔

ایک بنگالی انگریزی اخبار کو بادلے کتے نے کاٹ کھایا ہے۔ وہ محرم علی کے جھوٹے اور سراپا کذب مضامین کا جو سرسید کی نسبت لکھے گئے ہین اور لکھے جاتے ہین ترجمہ چھاپتا ہے۔ اور اس کو بڑی کامیابی سمجھتا ہے۔ مگر مسلمانون پر اس کا اس سے بڑھ کر کیا اثر ہو سکتا ہے کہ بنگالیون کی دوستی اور عنایت کا جو ان کو پہلے سے یقین ہے وہ اَور زیادہ ہو جاوے۔ کسی بنگالی اخبار کے ایسا لکھنے کی وجہ چھپی نہین رہ سکتی۔ سرسید کو کوئی کسی پیرایہ مین برا کہے مگر ہم تو کانگریس مین نہین جا سکتے۔ بنگالی ہم کو کیون مجبور کرتے ہین کہ ہماری جہالت اُن کے علم کے ساتھ آخری فیصلہ کرے۔

محرم علی نے جو اور چند نالشین بعض لوگون پر کی ہوئی ہین اُن کی تاریخ ۳۰ مئی مقرر تھی۔ مگر اب ہم نے سنا ہے کہ تا انفصال مقدمہ مولوی صاحب بنام محرم علی تاریخ ملتوی رہے گی۔

مدرسۃ العلوم مسلمانان علی گڈھ سے اس سال دس طالب علم بی اے مین پاس ہوے ہین اور بیس طالب علم امتحان انٹرمیڈیٹ مین اور تیرہ طالب انٹرنس مین کامیاب ہوے ہین۔

بی۔ اے کے امتحان مین جو طالب علم کامیاب ہوے ہین اُن مین چودھری خوشی محمد خان فرسٹ ڈویژن مین پاس ہوے ہین اور انگریزی اور فارسی مین آنرز حاصل کی ہے۔ چودھری خوشی محمد ضلع گجرات پنجاب کے رہنے والے ہین اور اس وقت تک بطور ایک قابل اور ہونہار نوجوان اور شاعر و مصنف کے شہرت حاصل کر چکے ہین۔ اُن کی عمدہ نظمین الاخوت اور ہدیہ ناظر نہایت قدر کے لائق ہین ہم کو یقین ہے کہ مدرسۃ العلوم کے سوا کوئی کالج ایسے طالب علم نہین پیدا کرتا۔ ہم اس کامیابی پر دل سے مبارکباد دیتے ہین۔

سرگذشت بوعلی سینا کے نام سے ایک رسالہ چالیس بیالیس صفحہ کا منشی شرف الدین احمد خان صاحب کا لکھا ہوا ہمارے پاس پہونچا ہے۔ مسلمانون کے سب سے بڑے نامور اور مشاہیر حکما مین سے بوعلی سینا ہین اور شیخ الرئیس کے نام کو ہندوستان کے طالب علم سے لے کر یورپ کے اعلی درجے کے فلاسفرون تک عزت اور ادب سے لیتے ہین پس ہر ایک شخص اُن کے تذکرے کا پڑھنا پسند کرے گا۔ اسی زمانہ مین شیخ کا ایک تذکرہ حسن مین چھپا تھا درحقیقت ایسے مضامین نہایت قدر کے لائق ہین اور ہماری زبان کو ان پر فخر کرنا چاہیے۔

بریلی کی اسلامیہ انجمن کی ایک رپورٹ مسمی بہ عرض مقصود ہمارے پاس پہونچی ہے رپورٹ بہت دلچسپ ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اراکین انجمن کیسی ہمدردی اور سرگرمی سے اپنا کام کر رہے ہین بعض مضامین جو سالانہ جلسہ انجمن مین پڑھے گئے ہین نہایت دلچسپ اور قابل غور ہین۔ اسلامی انجمنون کی اس قسم کی اکثر رپورٹین پڑھنے سے مسلمانون مین عموماً اپنی قومی ضروریات کے متعلق تحریک پیدا ہونے کا حال معلوم ہوتا ہے مگر ایک نہایت نازک اور سب سے ضروری اور قابل غور وقت درمیان مین فیصلہ کرنے کے لائق یہ ہے کہ ان تمام انجمنون کو کیا کام اختیار کرنا چاہیے ہم اسی پر ایک مستقل مضمون لکھنے کا ارادہ رکھتے ہین۔

اشاعت اسلام بلا استعانت حسام

ہمارے اکثر دوست اس بات سے واقف ہوں گے کہ ہمارے مخدوم معظم و مکرم جناب مسٹر ٹی۔ ڈبلیو آرنلڈ صاحب پروفیسر مدرستہ العلوم علیگڈھ ایک عرصہ دراز سے ایک کتاب لکھ رہے ہیں جس کا مضمون ایک نہایت نازک اور قابل بحث مسئلہ ہے۔ پچھلے زمانے میں جب عیسائی مورخین کو خالی میدان میں یک طرفہ فیصلہ کرنے کا موقع مل گیا تھا اُنھوں نے غلطی سے یا ازراہ تعصب و جانبداری دین اسلام پر الزام لگائے اور غلط رایوں اور فیصلوں کو دنیا میں شایع و مشتہر کیا۔ ان میں سے اُن کی ایک یہ غلط راے بھی تھی کہ اسلام دنیا میں بزور شمشیر پھیلا ہے۔ لیکن اس دروغ کو کب تک فروغ ہو سکتا تھا آخر مسلمان بھی خواب غفلت سے بیدار ہوے اور خود عیسائی مصنفین کو خدانے انصاف کی توفیق دی۔ اور گو کم سمجھے مگر جس قدر سمجھے اس قدر اُنھوں نے سچ سچ اور صحیح صحیح کہہ دیا۔ بہرحال اب وہ زمانہ تبدیل ہو گیا ہے کہ عیسائی مصنف خواہ مخواہ بلا غور و تحقیق تعصب سے یا غلطی سے اسلام پر ایسے الزام لگا دیا کرتے تھے۔ اور اس بات کا ثبوت اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتا ہے کہ ہمارے مخدوم معظم اور مدرستہ العلوم مسلمانان علی گڈھ کے فاضل پروفیسر مسٹر ٹی ڈبلیو آرنلڈ صاحب نے ایک کتاب اسی مضمون پر لکھنی شروع کی ہے کہ آیا اسلام دنیا میں بزور شمشیر پھیلا ہے؟ اور گو جناب موصوف نہایت پکے اور پاک عیسائی ہیں مگر اُن کی منصفانہ راے یہ ہے کہ

اسلام دنیا میں بزور شمشیر نہیں پھیلا ہے

فاضل پروفیسر ممدوح اس کتاب کو ایک زمانہ دراز سے لکھ رہے ہیں اور جو محنت شاقہ اور انتہا درجہ کا مطالعہ اور غور و فکر اُنھوں نے فرمائی ہے وہ درحقیقت ایسے بزرگ عالم مصنفین ہی کا خاصہ اور حصہ ہے۔ کتاب درحقیقت انگریزی زبان میں لکھی جاتی ہے اور اس وقت اس کے تین باب لکھے گئے ہیں اُن میں سے دو بابوں کا اُردو زبان میں ترجمہ محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کی طرف سے شایع ہوا ہے۔ پہلا باب چین مجمع الجزایر کے مسلمانوں کی نسبت ہے اور دوسرا اشاعت اسلام بذریعہ ترکان عثمانی کی بابت ہے۔ جو دونوں نہایت دلچسپ اور نہایت قابل قدر ہیں اور ایسے نادر اور نئے مضامین اُن میں لکھے گئے ہیں کہ بغیر ایسے ہی ایک محقق کی محنت کے ایسے لکھے جانے ناممکن تھے۔

تیسرے باب کا مضمون "اشاعت اسلام بلا استعانت حسام در ملک ہند" ہے۔ اس کو خود فاضل پروفیسر نے اُردو زبان میں ترجمہ کرا کر اور چھپوا کر شایع اور تقسیم کیا ہے مگر اس باب کے دوسرے بابوں کی طرح چھاپنے سے جناب مصنف کا وہ مطلب نہیں ہے جو دوسرے بابوں کے چھاپنے سے تھا۔ درحقیقت اس باب کی نسبت جو ہندوستان پر اُنھوں نے لکھا ہے حضرت مصنف کا یہ خیال ہے اور یہ صحیح بھی ہے کہ یہ باب بہت ناکمل لکھا گیا ہے۔ دوسرے ممالک کے اس قسم کے تاریخی حالات کی نسبت جو اشاعت اسلام سے متعلق ہیں جو کچھ ہمارے فاضل مصنف کو کتب تاریخ میں مادہ کافی سمجھا گیا اور ضرور تھا کہ کافی سمجھا جاے کیونکہ سوا اس کے کہ اُن ممالک کی کتب تاریخ سے حالات اخذ کیے جائیں اور کوئی چارہ اور ذریعہ اُن کے واسطے نہیں تھا۔ اور چونکہ وہ تمام حالات ہر ایک ہندوستان کے مسلمان کے واسطے نئے تھے وہ مطالعہ کرنے کے واسطے دلچسپ پائے گئے لیکن ہندوستان کی نسبت یہی ذریعہ اور یہی طریقہ کافی نہیں ہو سکتا تھا سب سے اول تو ہندوستان کی مشہور مروجہ کتب تاریخ میں اس قسم کے حالات کا کہیں پتہ نہیں چلتا اور کسی زمانے میں ایسے حالات کے لکھنے کی طرف توجہ نہیں کی گئی۔ پس اگر کچھ حالات مل سکتے ہیں تو وہ بعض ایسی قلمی کتب تاریخ سے مل سکتے ہیں جو بعض لوگوں کے پاس موجود ہوں یا ہندوستان کے ایسے خاندانوں کے خاندانی واقعات اور روایتوں سے جنھوں نے اس ملک میں اسلام قبول کیا ہے۔ ہم کو یقین ہے کہ اس طریقے سے اس قسم کے بہت سے حالات جمع ہو سکتے ہیں اگر اُن کے جمع کرنے کی طرف پوری توجہ کی جاے اور لوگ مدد کریں۔ اس کے علاوہ ایک دوسرا بڑا ذریعہ فقرا اور اولیا اور درویشوں کے حالات سے ایسے واقعات معلوم ہو سکنے کا ہے جن کے ذریعے سے درحقیقت ہندوستان میں اسلام کی اشاعت ہوئی ہے اور اسی طریقے سے بھی مشہور روایتوں اور بعض مقامات کے اولیاے کبار اور درویشوں کے خاندانوں اور جانشینوں سے اس قسم کے تحریری حالات بھی کسی قدر دستیاب ہو سکتے

ہین مگر چون کہ ایک اتنے بڑے ملک مین جیسا کہ ہمارا ملک ہندوستان ہے اور ایک ایسے شخص کو جیسے کہ ہمارے فاضل مصنف ہین اس قسم کے وسائل سے حالات معلوم کرنے مین بہت کم کامیابی ہوسکتی تھی اسی وجہ سے یہ باب نامکمل رہ گیا ہے۔ ممکن ہے کہ دوسرے ابواب بھی جو دوسرے ممالک کے حالات پر ہین ایسے وسائل سے جو حالات اُن کے معلوم ہوسکتے ہون اور نہ معلوم کیئے جاسکے ہون اُن کے لحاظ سے ایسے ہی نامکمل ہون مگر چون کہ فاضل مصنف خود اسی ملک مین موجود ہین اور اس قسم کے حالات کا سعی اور تردد سے جمع ہوجانا ممکن ہے اور اُن بے شمار حالات کے رو بروُ جو روایتون وغیرہ کی صورت مین ملک مین پھیلے ہوے ہین ایسے تھوڑے حالات جو وہ جمع کرسکے ہین (گو اتنے بھی کر لینے کے واسطے اُن کی محنت اور سعی نہایت قابل تعریف ہے) دلچسپ اور کافی ہونے کی غرض کے واسطے کامیاب نہین ہوسکتے۔ خود فاضل مصنف کو اپنے اس باب کے نامکمل اور اُس کے حالات و واقعات کے ناکافی ہونے کا اعتراف ہے اور اس باب کو ترجمہ کرا کر اس طرح پر شایع کرا دینے سے اُن کا یہی مقصد ہے کہ جو حالات وہ جمع کرسکے ہین اُن کو ملک کے سامنے رکھ دین تاکہ جو لوگ اُن کے اس نیک اور بزرگ کام مین مدد کرنا چاہین اُن کو معلوم ہو جاے کہ کس قدر حالات جمع ہو چکے ہین اور اس سے زیادہ کے جمع کرنے مین مدد دین۔

ہم کو حضرت مصنف کے اس عظیم الشان کام کے پورا کرنے مین مدد کی درخواست کرتے وقت اس بات کے کہنے کی چندان ضرورت نہین ہے کہ درحقیقت یہ کام مسلمانون کا اپنا کام تھا اور اُنھین کو چاہیئے تھا کہ اس کو انجام دیتے مگر اُن کو شکر گذار ہونا چاہیئے کہ ایک نیکی اور انصاف کے فرشتے نے اس کام کو اُن کے واسطے اختیار کیا اور حق و انصاف کا ساعی بن کر اسلام پر سے ایک ایسا اعتراض اُٹھا دینے کا کام شروع کیا۔ اب ایسی حالت مین جب کہ جناب مصنف ممدوح کو اپنے کام درحقیقت مسلمانون کے کام کی تکمیل کے واسطے مسلمانون کی توجہ اور امداد کی ضرورت ہے تو ہم نہین سمجھتے کہ کوئی مسلمان جس مین اپنے دین کی محبت اور تائید اور اسلامی حمیت کا ایک ذرہ بھی باقی ہوگا فاضل مصنف کی اپنے مقدور کے موافق امداد کرنے کے واسطے سعی کرنے مین کچھ بھی دریغ نہ کرے گا اور درحقیقت اگر ایک ایسے سہل اور معمولی کام مین بھی مسلمان اپنے دین اور مذہب کی صداقت کا اعلان کرنے مین امداد اور توجہ نہ کرین گے تو اُن کی بدقسمتی اور شومی طالع کی اس سے بڑھ کر کیا دلیل ہوگی۔

ہمارے فاضل پروفیسر جناب مصنف نے خود اسی غرض سے اپنے رسالے کے شروع مین ایک دیباچہ لکھا ہے اُس کو ہم ذیل مین درج کرتے ہین اور جو حالات اور واقعات ہندوستان کے متعلق وہ جمع کر چکے ہین وہ بھی اخبار مین چھاپ دیتے ہین اور اپنے تمام دوستون سے خواہش کرتے ہین کہ وہ اس کام کی طرف توجہ کرین اور ان حالات سے جتنے زیادہ حالات وہ بہم پہونچا سکین اُن کے جمع کرنے مین سعی کرکے اپنا ایک اسلامی فرض ادا کرین۔ وما علینا الا البلاغ۔

دیباچہ

مین اس رسالے مین اشاعت اسلام کا ذکر جو ہندوستان سے متعلق ہے لکھ کر شایع کرتا ہون۔ گو اُس کے باب مین مین خود متذبذب ہون اور پورا اطمینان مجھے اس پر نہین ہے۔ اکثر میرے احباب نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ اگر آپ اس مسئلے کی تردید مین کوئی مضمون تحریر کرین گے کہ ہندوستان مین اسلام کی اشاعت صرف بزور شمشیر ہوئی ہے تو ہم آپ کی مدد کرین گے اس لیئے مین نے بطور نمونے کے یہ چھوٹی سی کتاب لکھ کر شایع کی ہے کہ وہ اسے مطالعہ کرکے اس امر کا فیصلہ کرین کہ مین اپنے اس کام مین کامیاب ہوا یا نہین اور مجھے ایسے وسائل بہم پہونچ سکتے ہین یا نہین کہ مجھ سے اس کام کا خاتمہ بخوبی ہوجاے گا۔ مین اُن فارسی۔ عربی۔ اُردو تواریخ سے مستفید ہوسکتا ہون جن کا ترجمہ کسی فرنگستانی زبان مین موجود ہے مگر اُن کے سوا اور کتب سیر و تواریخ کے مطالعے سے بسبب زبان کی لاعلمی کے قاصر ہون۔ ترویج اسلام کا بڑا حصہ اولیا کبار اور فقراے بزرگوار سے متعلق ہے پس جن کتابون مین اُن کا ذکر ہو وہ مجھے دستیاب نہین ہوئین۔ ہندوستان مین بہت سے خاندان ایسے گذرے ہون گے جن کی تاریخ اور حالات سے واقعات اشاعت اسلام پر علم حاصل ہوسکتا ہے پس جن ارباب علم کی نظر کتب سیر و تواریخ معتبر پر ہو اور اُن کو اس قسم کے واقعات پر علم ہو جن سے کہ مین لاعلم ہون وہ مجھے عنایت فرما کر اطلاع دین مین اُن کا بدل ممنون ہون گا۔ نہ مجھے

خاص ان امور کی تفتیش زیادہ مد نظر ہے۔

اول۔ سرچشمۂ فیض الٰہی شیخ بہاء الدین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ۔ شیخ فرید الدین شکر گنجی پاک پٹنی رحمۃ اللہ علیہ۔ خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ۔ شاہ سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ۔ شاہ فرید الدین کشمیری رحمۃ اللہ نے جو کام اشاعت اسلام کے واسطے کئے ہون اور غیر مذہب والون کی ہدایت اور رہنمائی مین سعی کی ہو۔

دوم۔ ان بزرگان والا دانش تقدس منش کے سوا جو فقراء کامل نے اشاعت اسلام مین سعی کی ہو

سوم۔ پہلے اس سے کہ ہندوستان مین اسلام کا علم سلطنت قائم ہوا تم اسلام کی ہدایت و اشاعت کے واسطے اہل اسلام نے کیا کام کئے۔

چہارم۔ زمانۂ حال مین جو غیر مذہب والون کو اسلام مین لانے کے لیئے واقعات پیش آتے ہین۔

اب یہ میری اُن ارباب علم کی خدمت مین التماس ہے کہ جن کو امور مذکورہ بالا پر علم ہو وہ مجھے بھی اُن سے محروم نہ رکھین اور مجھے یقین ہے کہ جو اشاعت اسلام کا مذاق رکھتے ہین وہ ضرور مجھے اطلاع دین گے۔

آخر مین مین محمد عنایت اللہ بی۔ اے کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ اُنھون نے اس مضمون کا اور سب سے پہلے مضامین کا جو چین اور جاوا کی اشاعت اسلام کے بارے مین تھے ترجمہ کرنے مین تکلیف کو گوارا کیا۔

ٹی۔ ڈبلیو۔ آرنلڈ

مدرسۃ العلوم مسلمانان علی گڈھ

ہندوستان

لشکرکشان اسلام کے تمام حملے جو ہندوستان پر ہوئے اور وہ طریقے جن سے اسلامی سلطنت کی بنیاد اس ملک مین پڑی اور اُس کی ترقی ہوئی اکثر معاصرین اور متاخرین نے بیان کیئے ہین۔ لیکن اس وقت تک کسی نے یہ کوشش نہین کی کہ فتوحات جنگ اور ملک گیری کی سرگذشتون سے اشاعت اسلام کے حالات کو علیحدہ کرکے قلمبند کرتا۔ فی الحقیقت اس دشوار کام کا انجام دینا اکثر مورخون کو ناممکن معلوم ہوتا ہے۔

کیونکہ ترویج اسلام کے لحاظ سے ہندوستان بالخصوص ایسا ملک بتلایا جاتا ہے جہان اسلام کا آغاز اور اُس کا قرار ممالک غیر کی ایسی قومون کی بود و باش کا نتیجہ ہے جو اپنی نسلون مین اسلام چھوڑ جاتی تھین اور جہان کہین اُس کو اپنے دائرے سے مروج کرنا چاہتی تھین وہ بجبر اپنا رسائی سے عمل مین لاتی تھین۔ غرض اسی خیال سے یہ فرض کیا جاتا ہے کہ مذہب اسلام کا اصلی جوش بالتوبہ ہنون کے قتل عام ہے جس کا مرتکب محمود غزنوی ہوا عیان ہوا یا اورنگ زیب کے جور و ظلم اور حیدر علی اور ٹیپو سلطان کے بجبر کفار کو مختون کرکے مسلمان کرنے سے ظاہر ہوا۔ علاوہ ازین یورپین مورخون نے جو ہندوستان کی تاریخین عہد اسلام کی لکھی ہین اور نیز اُن کتب تواریخ مین جو خود مسلمانون کی تصنیف سے ہین بالتو اسلام کو جابر مذہب ثابت کیا ہے یا عام خون ریزیون اور جنگجو قومون کے باہمی کشت و خون کے دردانگیز قصون مین پڑکر اُس زمانے کے مذہبی واقعات کو بالکل ہی قلم انداز کیا ہے۔ حضرت محمد صلعم کی وفات کے پندرہ برس بعد سے کہ جب کہ عرب سے ایک جمعیت ساحل سندھ کو روانہ کی گئی تھی اٹھارھوین صدی عیسوی تک جب احمد شاہ دُرانی کے زبردست حملے ملک پر ہوئے ہندوستان پر سمت شمال مغرب سے حملہ آورون کا تانتا بندھا رہا۔ ان مین سے بعض حملہ آورون نے بڑی بڑی سلطنتین ہندوستان مین قائم کین اور بعض لوٹ مار کرکے چلتے بنے۔ عرب۔ ترک۔ مغل۔ اکثر اسی غرض سے ملک مین آتے تھے لیکن ان مین سے بعض نے جیسے محمد غوری اور بابر نے ایسی سلطنتین قائم کین جن کے تخت پر اُن کی نسلین بیٹھین اور ملک پر ایسا اثر ڈالا جو ہمیشہ رہے گا۔ مگر بجز چند واقعات کے جو آگے بیان ہون گے) کوئی ثبوت اس امر کا کہ ان بڑے بڑے اسلامی غازیون نے کوئی عمل دعوت اسلام کے صریح طور پر اختیار کیا ہو نہین ملتا۔ ان کے ہمراہ واعظون یا دعات اسلام کا ہونا بھی ثابت نہین ہوتا اور نہ یہ یقین کیا جا سکتا ہے کہ اپنے مذہب سے غافل تھے۔ اکثر فاتحین ہندوستان پر حملہ کرنے کو جہاد سمجھتے تھے۔ محمود غزنوی اور تیمور کے دل مین بھی یہی خیال جا ہوا تھا۔ چنانچہ تیمور دہلی پر قابض ہونے کے بعد اپنے حالات مین لکھتا ہے "دہلی مین داخل ہوئے مجھے پندرہ روز ہوئے۔ یہ زمانہ مین خوشی اور مسرت مین صرف ہوا جشن ملوکانہ

رعایا کو بڑی بڑی دعوتیں دیں۔ اس کے بعد مجھے خیال آیا کہ ہندوستان پر جو فوج کشی میں نے کی تھی وہ محض کافروں سے لڑنے کے واسطے کی تھی میری مہم (یہ) مبارک ہوئی کہ جہاں گیا ظفریاب ہوا۔ کئی لاکھ کافروں اور بت پرستوں کو میں نے تہ تیغ کیا۔ دین کی تلوار کو اسلام کے دشمنوں کے خون سے رنگا۔ ایسی عظیم فتح یابیوں کو یاد کرنے کے بعد میں نے سوچا کہ اب بے کار بیٹھنا خلاف مصلحت ہے بلکہ ہندوستان کے کفار سے برسر جنگ رہنا مناسب ہے۔"

تیمور نے اگرچہ دین کی تلوار کا بہت کچھ ذکر کیا ہے لیکن بجائے اس کے کہ اس کی شمشیر کافروں کو سچے دین میں لا کر ان کی نجات اُخروی کا باعث ہوتی وہ ہمیشہ اُن کو قتل و غارت کر کے داخل جہنم کرتی رہی۔ تیمور کے بعد جو فاتح آئے اُنھوں نے بھی تیمور کی ہی تقلید کی چنانچہ اکثر یہ ہی دیکھنے میں آتا ہے کہ بت توڑ توڑ کر گرائے گئے اُن کے پوجاریوں کو قتل کیا اور مندروں کو مسمار کر کے اُن کی جگہ مسجدیں بنائیں۔ بلاشبہ صحیح ہے کہ حملہ کرنے سے پیشتر ہندوؤں سے مسلمان ہو جانے کے واسطے کہا جاتا تھا۔ خوف بعض موقعوں پر اُن کو تبدیل مذہب پر مجبور کرتا تھا اور وہ اسلام قبول کر لیتے تھے۔ بلند شہر کا راجہ ہردت بھی اسی طرح مسلمان ہوا تھا۔ محمود غزنوی کے ایک دبیر نے راجہ ہردت کا حال محمود کی اطاعت کے قبول کرنے کے بعد اپنے سلطان کے تذکرۂ فتوحات میں اس طرح لکھا ہے۔

"آخر کار (سنہ ۱۰۱۸ء میں) محمود برن کے قلعے پر پہونچا جو ہردت کے ملک میں تھا۔ ہردت رائے تھا جو ہندی زبان میں بادشاہ کا مرادف ہے جب راجہ نے سنا کہ مجاہدین کا لشکر جو سمندر کی موجوں کی طرح اُمڈا چلا آتا تھا آن پہونچا تو بہت پریشان ہوا۔ اُس کے قدم اُکھڑ گئے اور جان کا خوف طاری ہوا جو خدا کے حکم کے موافق اس قابل تھی کہ ضایع کی جاتی۔ راجہ ہردت نے سوچا کہ بس اب سلامتی اسی میں ہے کہ اسلام قبول کرے کیونکہ شمشیر اسلام نیام سے نکل چکی تھی اور تعزیر کا تازیانہ بلند ہو چکا تھا۔ پس وہ دس ہزار آدمیوں کو لے کر محمود کے سامنے آیا اور ان سب نے اسلام پر ایمان لانے کی طرف رغبت اور بُت پرستی سے نفرت ظاہر کی۔ یہ غالبا پہلے نومسلم تھے جن کو تاریخ کے چلے جانے پر اسلام سے منحرف ہونے کا موقع ملا۔ یہ ایک ایسا فعل تھا جس کی شکایتیں قدیم مورخوں نے اکثر کی ہیں۔ چنانچہ ثابت ہوتا ہے کہ سنہ ۱۱۹۳ء میں جب قطب الدین نے برن پر فوج کشی کی تو چندر سین جو اس وقت یہاں کا راجہ تھا بڑی دلاوری سے مقابلہ پر آیا اور دشمن کی مدافعت کرتا رہا چندر سین گو راجہ ہردت کی نسل سے تھا (جو محمود کے سامنے اسلام قبول کر چکا تھا) لیکن اُس کا ہندو ہونا نام ہی سے صاف ظاہر ہے۔ چندر سین کی کل عملداری میں ایک مسلمان کا موجود ہونا بھی ثابت نہیں ہوتا۔

لیکن وہ خیال جو ایک انسان کو دوسرے انسان کی روحانی آسایش کے واسطے ہوتا ہے جس کی دُھن میں ہر مذہب کا سچا داعی اہم کام کر گذرتا ہے اور جس سے اسلام کو بھی بڑی بڑی کامیابیاں نصیب ہوئی ہیں ان مسلمان فاتحین کے دل میں نہ تھا۔ خلجی تغلق لودی سب جنگ و جدل میں سرگرم رہے لیکن اشاعت مذہب کی ضرورت کی طرف مطلق متوجہ نہ ہوئے۔ اسلام کا چرچا کرنے میں نہیں بلکہ خراج وصول کرنے میں زیادہ مصروف رہے۔ یہ ہرگز نہیں کہہ سکتے کہ اُن میں مذہبی جوش نہ تھا کیونکہ اُن کی تعمیر کی ہوئی بے شمار مسجدیں آج کے دن تک اُن کے اعتقاد و عظمت کی شاہد کھڑی ہیں۔ جو طریقہ اشاعت اسلام کا فیروز شاہ کی سوانح عمری میں بیان کیا گیا ہے جب اس کا اسی قسم کا اور حالات سے جو ہندوستان میں گذرے ہیں مقابلہ کیا جاتا ہے تو وہ ایک مستثنیٰ امور نظر آتی ہے۔ فیروز شاہ لکھتا ہے کہ میں نے اپنی کافر رعایا کو مسلمان ہونے کی ترغیب دلائی اور یہ مشتہر کیا کہ جو شخص اسلام پر ایمان لائے گا وہ جزیہ سے بری کیا جائے گا۔ جب لوگوں نے یہ سنا تو بہت ہندو میرے پاس آئے اور مشرف با اسلام ہوئے۔ غرض اسی طرح ہر سمت سے لوگوں کے گروہ کے گروہ آتے تھے اور اسلام قبول کر کے جزیہ سے بری اور انعام و اکرام سے مالا مال ہو کر واپس ہو جاتے تھے

جب اسلامیہ ہندوستان میں خوب مستقل ہو گئی۔ خاص کر خاندان مغلیہ کے دور حکومت میں تو قدرتی طور پر اسلام کا اثر زیادہ استحکام اور استقلال کے ساتھ ملک میں پھیلنا شروع ہو گیا۔ مسلمان ہو جانے کے واسطے سب سے زیادہ ترغیب اُس وقت ہوئی جب کہ بت پرست ہونا شاہی درباروں میں ہر قسم کے حصول اعزاز سے محروم قرار پایا۔ اگرچہ

اکبر اعظم کے وقت مین مسلمانون کو ہندوون سے بالکل تعصب نہین رہا تھا۔ ہندوون کے مذہب کا یہان تک لحاظ کیا جاتا تھا کہ ہندوون وغیرہ کے واسطے جو اوقات مقرر تھے اُس مین دست اندازی نہین ہوتی تھی نیز بدنامی کے خوف نے ہندوون سے اتفاق رکھنے کی حکمت عملی سکھادی تھی۔ ظلم اور بے رحمی کے کامون اور تعصبانہ تعدیون سے جو قدیم محاربات مین بکثرت ہوتی تھین توبہ کرادی تھی تاہم دنیا کے نفع کے خیال سے بہت سے ہندو مسلمان ہوگئے۔ ہزارہا راجپوت جن کی اولاد آج تک ملک کے دولت مند زمیندارون مین خیال کی جاتی ہے اسی خیال سے مسلمان ہوے۔ غالباً سب سے زیادہ مشہور ان مین سے قوم باچگوتی کے مسلمان راجپوت ہین جن کا سردار اودھ کے ذی رتبہ لوگون مین بڑا درجہ رکھتا ہے۔ اُس سردار کے مسلمان ہونے کی نسبت دو بیان مشہور ہین ایک یہ کہ تلوک چند کو جو باچگوتیون کا سردار تھا بابر قید کرکے لے گیا تھا اور تلوک چند نے اپنی رہائی کے واسطے اسلام قبول کیا۔ دوسرے بیان کے مطابق اس کا مسلمان ہونا ہمایون کے وقت مین بتلایا جاتا ہے۔ مشہور ہے کہ ہمایون نے تلوک چند کی بیوی کے حسن کی شہرت سُن کے اُس کو ایک میلے مین سے پکڑوا بلایا غرض جب وہ بادشاہ کے سامنے پیش ہوئی تو ہمایون کو غیرت آئی اور اپنی حرکت پر سخت ندامت ہوئی اُسی وقت اُس کے خاوند تلوک چند کو طلب کیا۔ تلوک چند کو بالکل امید نہ تھی کہ وہ اپنی بیوی کو پھر دیکھ سکے گا۔ لیکن جب یہ دونون ملے تو میان بیوی نے بادشاہ کی رعایا پروری کے شکریہ مین اُس مذہب کو اختیار کر لیا جس نے شہنشاہ کی نیت کو ایسے گناہ سے پھیر دیا۔

یہ نومسلم شرع کے نہایت پابند ہین لیکن پھر بھی بعض رسمون سے ان کا نسل ہنود سے ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔ بلند شہر کے ضلع مین ایک بڑا گھرانا ہے جس کے لوگ لال خانی مشہور ہین اور اب تک ہندوون کے خطاب سے پکارے جاتے ہین شادی بیاہ مین ہندی رسوم کے پابند ہین اُن کے پاس ہی اُن کے ہم قوم رشتہ دار رہتے ہین جو اب تک ہندو ہین۔ مرزاپور کے ضلع مین گھروار راجپوتون کے ہان جو اب مسلمان ہین ہندی قوانین اور رسوم برابر جاری ہین۔ عزت کے ایسے خطاب جو ہندوون کے ساتھ مخصوص ہین اپنے نام کے پیشتر لگاتے ہین

جبراً مذہب تبدیل کرنے کی سختیان ہندوون کو سب سے زیادہ اورنگ زیب کے زمانے مین برداشت کرنی پڑین۔ پنجاب کے مغربی اضلاع مین اکثر دیہات کے مسلمانون کی نسبت کہا جاتا ہے کہ اُن کا مورث اعلیٰ عالمگیر کے زمانے مین گانون کی زمین بچانے کے لیے مسلمان ہوگیا تھا۔ دہلی کے قریب گوڑگانوہ مین شیخون کا ایک خاندان ہے جو اس وقت تک شیخ کہلاتے ہین (اکثر نومسلم اپنے تئین شیخ کہتے ہین) جس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ اس خاندان کے ایک بزرگ نے جس کی اولاد اب باقی نہین ہے اپنی جائداد کو ضبطی سے محفوظ رکھنے کے خیال سے مسلمان ہونا قبول کر لیا تھا۔ بعض خاندانون کی نسبت کہا جاتا ہے کہ اُن کے بزرگ قید کرکے دہلی مین لائے گئے اور وہان جا کر مسلمان ہوگئے۔ بہت سے راجپوت کان پور کے اضلاع مین شاہی مالگزاری کی باقیات کے عوض مین مسلمان ہونے پر مجبور کیے گئے۔ اورنگ زیب ہی کے زمانے مین ہرراج بھی جس سے کاٹھا مراٹ رجپوتی خاندان کا سلسلہ چلتا ہے مسلمان ہوا۔ اس خاندان کے پاس اکثر گانون مارواڑ مین اجمیر کے قریب ہین ہرراج نے شہنشاہ دہلی کی ملازمت قبول کر لی تھی ایک دفعہ رات کے وقت شدید بارش ہو رہی تھی ہرراج جو پہرے پر تھا تمام رات ڈھال کو سر پر رکھے خیمے مین کھڑا رہا اور اپنی جگہ سے ذرا نہ ہٹا۔ جب بادشاہ نے یہ سُنا تو اُسی وقت حکم دیا کہ آج سے اُس سپاہی کو کاٹھا کہنا چاہیے جس کے معنی مارواڑی زبان مین بہادر سپاہی کے ہین۔ کچھ عرصے کے بعد ہرراج مسلمان ہوگیا (یہ نہین معلوم ہوتا کہ کس خاص صورت مین اُس نے اسلام قبول کیا)۔

اب دیکھنا چاہیے کہ مسلمان بادشاہون اور سردارون کے جور حکومت سے اشاعت اسلام کو کس قدر نفع ہوا۔ دہلی اور آگرہ سے مقامات مین بھی جو اسلامی سلطنتون کے پایہ تخت رہ چکے ہین مسلمانون کی تعداد ہندوؤن سے بہت کم ہے۔ دہلی اور اضلاع دہلی مین دسوان حصہ اور آگرہ مین چوتھائی حصہ بھی کل آبادی کا مسلمان نہین ہے۔

یہ مقولہ کہ ہندوستان مین اشاعت اسلام کی کیفیت مسلمانون کی حکومت کا پورا اندازہ کیے بغیر معلوم کرنا غیر ممکن ہے" خواہ کتنا ہی درست ہو لیکن یہ امر بالکل ثابت ہے کہ ہندوستان مین اسلام کو اپنے رواج

میں عظیم الشان اور دوامی کامیابیاں اُن اوقات اور مقامات پر ہوئی ہیں جب کہ اُس کی پولیٹیکل قوت بہت ہی ضعیف تھی

اس قسم کے واقعات جنوبی ہندوستان اور بنگال میں خاص کر گذرے ہیں۔ جنوبی ہند کے مغربی ساحل پر قوم سیائل کی نسبت کہا جاتا ہے کہ نیچی قوموں کے مسلمان ہو جانے کی وجہ سے روز بروز بڑھتے جاتے ہیں اور اُس کی ترقی اس قدر تیزی کے ساتھ ہو رہی ہے کہ غالباً چند ہی سال کے بعد مغربی گھاٹ کی نیچ قومیں کل مسلمان ہو جائیں گی۔

جنوبی ہندوستان میں اول اسلامی تحریک کا پتا آٹھویں صدی عیسوی سے چلتا ہے جب کہ عراق کے چند لوگ جن کی اولاد میں قوم سیائل اپنے تئیں بتاتی ہے وطن سے بھاگ کر ہندوستان کے جنوبی حصہ پر آباد ہو گئے تھے۔ گرم مصالحوں۔ ہاتھی دانت۔ جواہرات وغیرہ کی تجارت سینکڑوں برس سے ہندوستان اور یورپ کے درمیان عربوں کے ذریعے سے جاری تھیں۔ اس لیے اسلام کا اثر اس ملک پر برابر ہوتا رہا۔ غیر ملک والوں کی بود و باش سے ساحل ہند کی ایسی ہندی قوموں میں جو بڑے تجارت والے شہروں میں رہتی تھیں غیر قوموں کا میل ہو گیا۔ اور اکثر نیم ہند نیم عرب نیم عجم ہو گئے۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان تاجروں اور ہندی فرمانرواؤں میں دوستانہ تعلقات ہو گئے تھے۔ والیان ملک نے بازار تجارت گرم رکھنے کے خیال سے اور ملک کی بہبودی کو جو ان سوداگروں کی بود و باش کا نتیجہ تھی مدنظر رکھ کر مسلمانوں کو اپنی حفاظت اور سرپرستی میں لیا اور کسی قسم کی مزاحمت اُن کارروائیوں میں نہیں کی جو مسلمان اشاعت اسلام کے واسطے بڑی گرم جوشی سے اختیار کرتے تھے۔ [illegible]سری صدی ہجری میں دعاتِ اسلام کی ایک مختصر جماعت نے جنوبی ہندوستان کے باشندوں میں اشاعت مذہب کے واسطے جو کوششیں کیں وہ اس طرح مشہور ہیں ''ایک شخص شیخ شریف ابن ملک نام اپنے بھائی ملک ابن دینار اور بھتیجے ملک ابن حبیب اور اور لوگوں کے ساتھ قدم آدم کی زیارت کے واسطے جزیرہ سیلون کو جاتا تھا۔ رستہ میں شہر کرنگاپور میں یہ سب لوگ اُترے۔ ملیبار کے راجہ نے جب اُن کے آنے کی خبر سنی تو سب کو طلب کیا اور مدارات سے پیش آیا۔ راجہ کی مہربانی سے شیخ کو جرأت ہوئی اور اُس نے نبی عربی کے حالات راجہ کے سامنے بیان کیے۔ اسلام کے اصول سمجھائے اور تائید میں معجزہ شق القمر بیان کیا۔ حضرت محمد صلعم کی رسالت کا جو عطیہ ربانی تھی راجہ معتقد ہوا اور حبیب خدا کی محبت اُس کے سینے میں موج زن ہوئی۔ جب شیخ نے رخصت چاہی تو راجہ نے باصرار یہ کہا کہ کوہ آدم کی زیارت سے فارغ ہو کر وہ سب کرنگانور کو واپس آئیں کیونکہ وہ بھی اُن کے ہمراہ عرب چلنے کا قصد رکھتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی تاکید اکید کیا کہ میرے عزم کو راز سمجھ کر ملیبار کے کسی متنفس پر ظاہر نہ کریں۔ جب شیخ کی جماعت زیارت سے فارغ ہو کر دوبارہ کرنگاپور میں وارد ہوئی تو راجہ پوشیدہ ایک جہاز میں جو ساحل عرب کو جاتا تھا بیٹھ کر ان سب کے ساتھ روانہ ہو گیا اور سلطنت کو نائبوں کی سپردگی میں چھوڑ گیا۔ عرب میں کچھ عرصہ تک رہا۔ جب وطن چلنے کا اس قصد سے ارادہ کیا کہ وہاں پہنچ کر مسجدیں تعمیر کرائے اور اپنی رعایا میں اسلام کا چرچا کرے تو دفعۃً بیمار پڑ کر جان بحق ہوا۔ مرنے سے پیشتر اپنے رفیقوں کو وصیت کی کہ ملیبار میں دین پاک کی اشاعت کا ارادہ جو انھوں نے مصمم کر لیا تھا اُس میں ہرگز التوا نہ کریں۔ اُن کی امداد کے واسطے چند سفارش کے خطوط بھی راجہ نے اپنے نائبوں کے نام لکھ دیے۔ راجہ کے انتقال کے بعد شیخ ان خطوط کو لے کر اپنے ہمراہیوں کے ساتھ کرنگاپور میں آیا اور نائب سلطنت کے سامنے اُنھیں پیش کیا۔ اُس نے راجہ کی ہدایتیں پڑھیں اور اُن کے مطابق چند باغات اور کچھ قطعے زمین کے نامہ بردوں کو دے دیئے۔ ان چیزوں کو حاصل کرنے کے بعد شیخ اور اُن کے ساتھیوں نے وہیں سکونت اختیار کر لی اور ایک مسجد بھی تعمیر کی۔ ملک ابن دینار نے کرنگانور میں ہمیشہ رہنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ لیکن ملک ابن حبیب جو شیخ کا بھتیجا تھا ملیبار میں متعدد مسجدیں تعمیر کرنے کے ارادے سے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد کرنگانور سے روانہ ہو گیا۔ اسی خیال سے اول شہر کولن میں پہونچا۔ مال اسباب بیوی اور اپنے چند بچوں کو ساتھ لیتا گیا تھا یہاں ایک مسجد بنائی اور اہل و عیال کے رہنے کا بندوبست کر کے خود ہیر بائی مورادی کو چلا گیا۔ وہاں سے منگلور، سنگلور اور کنجر کوٹ میں پہونچا ہر جگہ مسجدیں تعمیر کرتا گیا جب اس نیک کام سے فارغ ہوا تو پھر ہیر بائی مورادی کو واپس آیا اور تین مہینے تک یہاں قیام کیا۔ اس شہر سے چل کر زدافتن دربافتن فندریہ اور شالیات کو گیا ان

سب شہرون مین بھی ایک ایک مسجد بنائی۔ شالیات مین پانچ مہینے مقیم رہا یہان سے روانہ ہوکر ملک ابن دینار کے پاس کرنگانور مین پہونچا۔ کچھ عرصہ تک اپنے چچا کے پاس ٹھہرا۔ اس کے بعد جن شہرون مین مسجدین تعمیر کرائین تھین اُن کی افتتاح اور اُن کے واسطے اوقاف کا بندوبست کرنے کے لیئے دوبارہ سفر پر آمادہ ہوا۔ جب اس کارِ حسنہ سے بھی فارغ ہوا تو ایک بار پھر شہر کرنگانور کا رخ کیا۔ اب اُس کا رل رحمت الٰہی کا منت گزار تھا۔ کیون کہ اسلام کا آفتاب اُس سرزمین پر طلوع ہوگیا تھا جہان بُت پرستی کثرت سے پھیلی ہوئی تھی۔ آخر کار ملک ابن دینار اور ملک ابن حبیب اپنے متعلقین اور رفقا کو لے کر شہر کولن مین چلے آئے یہان ملک ابن حبیب اور اُس کے ساتھیون نے تو سکونت اختیار کرلی لیکن ملک ابن دینار مع اپنے چند احباب کے جہاز مین بیٹھ کر ساحل عرب کو روانہ ہوگیا۔ وہان اُتر کر سب بادشاہ کرنگانور کے مزار کی زیارت کو گئے ملک ابن دینار آخر کار ملک خراسان کے سفر کو اُٹھا اور وہین سے دار بقا کا رستہ لیا۔ ابن حبیب نے اپنے بچون کو تو کولن مین چھوڑا اور بیوی کو لے کر کرنگانور مین آگیا جہان ان دونون نے بھی زندگی مستعار کو حیات دوام سے تبدیل کرلیا۔

جنوبی ہند مین اسلام کی اشاعت ہمیشہ ایسی سلامتی اور امن کے ساتھ جاری نہین رہی جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے جو کچھ سختیان اُس کے بعد کی گئین وہ اُس زمانہ کے تشدد کو ہرگز نہین پہونچتی جو حیدر علی اور ٹیپو سلطان کے عہد حکومت مین ہندو ؤن کو جبر سے مسلمان کرنے مین اختیار کیا جاتا تھا بہر حال اس یقین کا مانع کوئی امر نہین ہوسکتا کہ نیچ قومین قدیم زمانے مین بھی جیسا کہ اب تک حال ہے کثرت سے مسلمان ہوجاتی تھین۔ جنوبی ہند کے مشرقی اور مغربی سواحل کے نومسلمون مین زیادہ تر میلان اپنے قدیم مشرک مذہب اور اُس کے عقائد کو از سر نو اختیار کرنے کا پایا جاتا ہے علاوہ چند شریف گھرانون کے ان کی عموماً وہی کیفیت ہے جو جنوبی ہند کے قدیم اصلی باشندون کی تھی۔ غیر ملک کے مسلمانون کے خون کا اثر اُن مین بہت کم رہ گیا ہے مغربی گھاٹ کی اطراف مین ذات کا امتیاز حد سے تجاوز کرگیا ہے۔ جہان پر ٹراونکور مین بعض نیچی ذات کے آدمی کے واسطے لازم ہے کہ برہمن سے چوبیس قدم دور رہے اور جب راستہ

چلتا ہو تو ہمیشہ کریہ آواز سے کچھ پکارتا چلے تاکہ راہ گیرون کو اُس کی ذات معلوم ہوجاے اور اُس کے قرب سے پرہیز کرین۔ اس قسم کی مثالین اکثر دریافت ہوتی ہین کچھ تعجب نہین کہ مسلمانون کی ذات ان نیچی ذات والی قومون کے مسلمان ہوجانے سے ترقی پاتی جاے یہ مسلمان ہوکر یہ لوگ ایسی قیدون سے جو اُن کی ذلت کا باعث ہوتی ہین اور طرح طرح کی پابندیون سے آزاد ہوکر اپنی اور اپنی اولاد کی تمدنی حالت کی بہتری کرتے ہین۔

اودھ کے بعض ایسے اضلاع مین جہان زراعت کثرت سے ہوتی ہے نیچ قومون کے مسلمان ہونے کے واقعات اکثر دریافت ہوتے ہین اگرچہ ملک اودھ مین مسلمانون کی تعداد کل صوبہ کی مردم شماری کا دسوان حصہ ہے تاہم مسلمان کاشتکارون کے گروہ جو ملک مین جابجا آباد ہین اُن ظلمون کو دیکھتے دیکھتے جو نیچی ذات والون پر اُن کے مذہب کی وجہ سے رات دن ٹوٹتے ہین تنگ آگئے ہین۔ جس جس طرح کی پابندیون سے یہ ذلیل قومین جن مین اکثر چمار اور کوری ہین مسلمان ہونے سے آزاد ہوسکتی ہین اور جس قسم کا نفع اُن کو مل سکتا ہے وہ ذیل کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کوری۔ چمار۔ جولاہے۔ موچی نہایت درجہ مصیبت اور ذلت مین گرفتار ہین جو شمالی اضلاع مین رہتے ہین اُن مین سے اکثر کی زندگی بالکل غلامی کی حالت مین بسر ہوتی ہے۔ اُن مین ہرگز اس کی جرات نہین کہ ہماری عدالتون مین آکر اپنی مصیبتین بیان کرین اور انصاف چاہین۔ ان کی اولاد نسلاً بعد نسل اسی طرح دوسرون کے قبضے مین آتی ہے جیسے خریدے ہوے مال کا نفع برہمن اور چھتری جو اُن پر حاکم ہوتے ہین اور دیہات کے غرور مین ہل کو ہاتھ تک نہین لگاتے اُن کے واسطے ان غریبون کو زمین جوتنی اور بونی پڑتی ہے گاؤن سے دور ایک علحدہ جگہ پر جہان سور بند ہوتے ہین لیکن جہان سے زیادہ پاک خیال کیئے جاتے ہین ان مصیبت زدہ لوگون کو رہنا پڑتا ہے۔ فاقہ کشی سے ہمیشہ جان لبِ رہتا۔ بدن پر بجز پوست و استخوان کے کچھ نہ ہونا۔ رنگتین سیاہ۔ صورتین پر ہیبت چہرون پر وحشت اور پریشانی۔ غلاظت اور ناپاکی اس درجہ پر چھی ہوئی کہ دیکھا نہ جاے غرض یہ سب مصائب ایسے ہین جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ بخت کی نارسائی نے ان کو ایسا ذلیل و خوار کردیا ہے کہ وہ اپنی نوع مین ناپاک جانور ہین

سے بدتر شمار ہونے لگے۔ یہ بھی نہیں کہ ان میں ترقی کی قابلیت نہ ہو۔ اسطبل وغیرہ کے کاموں میں ان میں سے صدہا نے انگریزوں کی نوکریوں میں معقول تنخواہیں پاکر اور آرام سے رہ کر اپنے تئیں نہایت ہوشیار اور بکارآمد ثابت کیا ہے۔ تبدیل مذہب ان کی رہائی کا موجب ہوتا ہے اور وہ اپنے موجودہ مذہب کو ہرگز اچھا نہیں سمجھ سکتے۔

ہندوستان میں اسلام کو جو اصلی قوت حاصل ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ اُس میں ذاتوں کا امتیاز نہیں ہے اور یہی بڑا سبب ہے کہ جس سے ہزارہا ہندو مسلمان ہو جاتے ہیں۔

سیم و زر پر خیالات

سونا ایک بوسیدہ لکڑی پر ملمع چڑھا کر دکھلتے ہیں اُس کو نظر فریب بنا دیتا ہے لیکن ایک احمق اور بے وقوف شخص کے پاس جا کر اُس کی قدر کم ہو جاتی ہے۔

بعض انسان تو ایسے ہوتے ہیں کہ جن کے سیم و زر کا سمندر زمین کے نیچے ہی نیچے لہریں مارتا رہتا ہے اور بعض زمین کے اوپر اُس کی گنگا اور جمنا بہاتے ہیں۔ یعنی ایک تو وہ ہیں کہ جن کے نزدیک چمڑی جائے دمڑی نہ جائے اشرفیاں ہیں اور دوسرے وہ ہیں کہ جو اشرفیوں کو بھی کوڑیوں کی طرح لٹاتے ہیں۔ دنیا صرف نمائش اور زیبائش کے لئے روپیہ پیسہ کی قدر کرتی ہے سیم و زر کی حیرت ناک محبت سے جمع و حرص کی بو نکلتی ہے جو لوگ کہ نمائشی اور مصنوعی زیبائش کے ساتھ سیم و زر کو خرچ کرتے ہیں وہ بھی اُن کی محبت کے الزام سے کسی طرح بری نہیں ہو سکتے۔ مال و دولت کا جمع کرنا اور اُس کو خرچ کرنا یہ دو نوں مختلف چیزیں ہیں۔ صرف جمع او خرچ سے انسان برا یا بھلا نہیں خیال کیا جاتا۔ بلکہ یہ موقوف ہے انسان کی نیت پر۔

سونے کی طمع میں جنجوع لالچی ہوتا ہے وہ آئین اور ضوابط کا خون کر دینے سے بھی نہیں ڈرتا۔ سونے اور چاندی کے انبار لگانے سے انسان کو نیکی اور سلامتی حاصل نہیں ہوتی بلکہ جوں جوں خزانہ میں توفیر ہوتی ہے خطرات اور تفکرات کا ہجوم بڑھتا ہے۔ پیر تجربہ کار نے سچ کہا ہے۔

آنان کہ غنی تراند محتاج تراند

سیم و زر ہی صرف ایک ایسی چیز ہے کہ جس کے آگے تمام دنیا کا سر نیاز خم ہے دنیا کے نقشے پر جس قدر ملک آباد ہیں سب میں بغیر کسی معبد کے نشان کے اس کی پرستش کی جاتی ہے اور دنیا کی تمام قومیں اور مذاہب عقیدتمندی خلوص دل کے ساتھ یعنی بغیر ریاکاری کے اس کے سر بسجود ہیں۔

بسا اوقات سیم و زر کو اس بات پر ناز اور فخر کرتے پایا گیا ہے کہ بڑی بڑی جنگ آزما اور جرار فوجیں ایک آن کی آن میں اُس کی بے دردی کا دم بھر گئی ہیں اور اس کے نام پر صدہا انسانوں کی قربانیاں مثل بھیڑ بکریوں کے چڑھ گئی ہیں۔ سیم و زر کی تاریخ گویا غلامی اور جبر و تعدی کی تاریخ کی توام ہے۔ صدہا صحراؤں تک افریقہ جو کہ کرہ زمین کا ایک ربع حصہ ہے اسی سیم و زر کی خاطر ہزارہا لوگوں کی آزادی کا خون کرنے پر تلا رہا ہے۔ الغرض سیم و زر کو اپنی وسیع مملکت اور غیر محدود اقتدارات پر جس قدر ناز ہو وہ تھوڑا ہے۔ دنیا میں تم جس قدر پیشے اور رفاہتیں دیکھتے ہو وہ سب اسی سیم و زر کے ساتھ وابستہ ہیں یہاں تک کہ اعزازات اور خطابات سیم و زر کی بارگاہ کے انعامات ہیں اور سلطنتیں بالکلیہ اسی کے حیطہ اقتدار میں ہیں۔ اس کے مشیروں کو دیکھو تو وہ بڑے بڑے گردن فراز بادشاہ ہیں اور اس کی رعایا کی فہرست پر نظر ڈالو تو دنیا کے بڑے نامی گرامی طاقتور لوگ اُس میں داخل ہیں۔ وہ ایسے کون سے سمندر ہیں کہ جن میں سیم و زر نے جہاز رانی کے ذریعہ سے اپنے پل نہ بنوائے ہوں وہ ایسی کون سی چیز ہے کہ جس نے اُس کے جوتے کے نیچے اپنا کندھا نہ دیا ہو۔ بلاغت خود سیم و زر کی ایک درخریدہ لونڈی ہے سائنس بھی اُس کے جان نثار خادموں میں سے ایک ادنیٰ جان نثار خادم ہے کہ اُس کی خوشنودی کے لئے اُس کی بارگاہ میں اپنی نئی نئی اور عجیب و غریب فنون کا بیش قیمت نذرانہ لے کر قدم بوسی کو حاضر ہوتی ہے۔

سیم و زر آدمی کو عقلمند اور دانا مشہور کرتا ہے کیسا ہی بے وقوف شخص کیوں نہ ہو جب وہ زرق برق کی پوشاک زیب بر کر کے نکلتا ہے تو اُس کی عقلمندی تسلیم کرنے کو بہت سے ابنائے روزگار کھڑے ہو جاتے ہیں سیم و زر گویا دنیا سے پیر زال کی طاقت و توانائی ہے اسی سے دنیا کی صحت ہے یہی دنیا کی روح رواں ہے اور یہی اُس کے حسن کا ایک ضروری سامان ہے قصہ مختصر یہ کہ سیم و زر ایک پردہ انسان کے تمام عیوب کا پردہ پوش ہے۔

مجیب احمد تمنائی۔ از حیدرآباد

علاج الموت یعنی رسالہ ہیضہ

جس میں ہیضہ کے مہلک مرض کی نسبت خصوصاً اور معدہ کے اسی قسم کے امراض کی نسبت عموماً حفظ ماتقدم مرض کے پیدا ہونے کے باعث مرض کے علاج اور نسخہ کی مع تشریح آلات و افعال بڑی تحقیق و محنت سے بیان کیے گئے ہیں۔

ہلالی پریس ساڈھورہ میں چھپوا کر منشی سراج الدین احمد پروپرائٹر نے ناہن سے شایع کیا۔